اسلام میں اعتدال اور میانہ روی کا تحقیقی جائزہ

Research Overview of moderation and temperance in Islam

☆ڈاکٹر مفتی محمد التماس خان

لیکچرر، شعبہ اسلامیات، جامعہ پشاور

☆☆ڈاکٹر حسین محمد

یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی بنوں

Abstract:

Islam presents balance and moderate life. Allah almighty defines. The Muslims as Moderate Umah. Islam teaches us moderation and balanced view of life, and focuses on avoidance of extremism in every mode of life. Even from worship to practical life related to words and actions. Islam recommends the midway in every aspect of life. The Holy Prophet (PBUH) says, there is enthusiasm and fervor and there is downfall and decline for every enthusiasm. Now if a man keeps himself on right Track and adopts balanced way of life and stands on mid-way, then keep hope for him the best. In against if someone adopts the way of extremism, the people will talk against him, and then we should not consider it. Allah Almighty says that during prayers it should neither be in loud voice nor in low, but it should be prayed with moderate voice. The Holy Quran repeatedly emphasizes on adopting balanced way in every walk of life.

اسلام دوسرے عالمی مذاہب کے مقابلے میں منفرد حیثیت کا حامل مذہب ہے، اس لیے کہ اسلام اعتدال و توازن اور عدل و انصاف کا دین ہے اور یہ امتیازات اور خصوصیات اسلام کے ماسوا دنیا کہ کسی مذہب میں نہیں پائے جاتے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو پسندیدہ دین قرار دیا ہے، اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللہِ الْاِسْلَامُ (۱)(اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحیح دین (مذہب) اسلام ہے) اللہ تعالیٰ نے اسلام کو جن بے شمار خصوصیات اور امتیازات سے نوازا ہے، اُن میں ایک وصف خاص اعتدال اور میانہ روی بھی ہے۔ جس کی اہمیت مسلم ہے۔

عصر حاضر کے گوناگوں دل سوز اور پر آشوب حالات و واقعات کی بدولت معاشرہ بری طرح سے بے انصافی، بدامنی، بے صبری، ظلم و زیادتی، غربت و افلاس، مصائب اور نزاعات کا شکار ہے، معاشرے کو ان خطرات سے نکالنے اور اس کی اصلاح کے لیے جس طرح اسلام کے دیگر جملہ اوصاف معاشرے میں رواج دینے کی ضرورت ہے، اسی طرح وصف اعتدال و میانہ روی کی بھی ہے۔ نیز اعتدال اور

میانہ روی ایسی صفت ہے، کہ اس کے اپنانے سے نہ صرف دنیوی زندگی پر امن، خوشگوار اور کامیاب بنتی ہے بلکہ اخروی زندگی کی کامیابی کے لیے بھی کارگر ہے،

اعتدال اور میانہ روی وہ گراں قدر وصف ہے، جس کی وضاحت قرآن وسنت کی کئی آیات اور احادیث میں نہایت ہی تاکید سے کی گئی ہے۔اعتدال سے مراد یہ ہے، کہ ہر چیز کو پورے انصاف سے اس کا حق دیا گیا ہو،اس طرح کہ اس میں کسی قسم کی کمی بیشی کی گنجائش نہ ہو اور عالمی مذاہب میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس نے دو متضاد اور متقابل امور میں اس طرح توازن قائم کیاہے، کہ ایک پہلو کو نظر انداز کرکے دوسرے میں افراطُ و تفریط کا راستہ اختیار نہیں کیاہے، بلکہ ہر شعبہ کو اس کا حق دیاہے اور کسی جانب زیادتی نہیں کی ہے۔اور یہ بھی واضح ہو کہ متقابل یا متضاد اطراف کی مثال روحانیت اور مادیت، فرد اور اجتماعیت، حقیقت اور فرضیت، استقلال اور تغیر اور اس جیسی دیگر مثالیں ہیں چنانچہ اسلامی شریعت میں ان امور کے متعلق توازن ہے۔(۲) قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کے اس وصف کو یوں بیان کیاہےوَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ۝ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ (۳) اور اُس نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قائم کی، کہ ترازو (تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرنا اور انصاف کے ساتھ ٹھیک تولو اور تول کم مت کرو)۔اسلام کے ہر شعبہ میں اس وصف کو اپنانے والوں کو امت وسط کا شرف عطا فرمایاجَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا (۴)(اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایاہے)، یہ وصف اسلام کے ہر شعبہ میں ظاہر ہے،عقائد ہوں یا عبادات، معاشرت ہو یا معاش سیاست ہو یا قانون سازی غرض اسلام کا کوئی شعبہ اس سے خالی نہیں۔

امام شاطبی موافقات میں لکھتے ہیں۔

"شرعی احکام اپنے اقتضاء کے اعتبار سے معتدل اور متوازن ہیں، ہر پہلو سے انصاف برتا گیاہے، کسی ایک جانب جھکاؤ نہیں ہے، یہ احکام بغیر کسی مشقت کے انسان کے اختیار اور طاقت میں ہیں، شریعت نہایت توازن کے ساتھ انسان کو شرعی احکام کا مکلف بناتی ہے اور اس میں تمام انسانوں کے لیے حد درجہ اعتدال ہے، مثلاً نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ جیسے شرعی احکام میں نہ زیادہ سختی ہے اور نہ بالکل آزادی۔

مزید براں لکھتے ہیں کہ میانہ روی اور توازن کبھی شریعت سے معلوم ہوتاہے اور کبھی اُن امور سے بھی میانہ روی معلوم ہوجاتی ہے جسے عام لوگ قبول کرلیتے ہیں، جیسا کہ نفقات اور اخراجات کے معاملے میں ایک عقلمند آدمی خود ہی فیصلہ کرلیتاہے کہ یہ اسراف یا بخل کے ضمن میں آتاہے یا نہیں (۵) اسلام اس لئے بھی ہر معاملے میں راہ اعتدال اپنانے کا درس دیتاہے، کہ اعتدال کے راستے پر گامزن شخص ہمیشہ امن وعافیت میں رہتاہے اور کسی معاملے میں ناکام یا نامراد نہیں ہوتا۔ایک موقع پر آپؐ نے اعتدال پسندی کی خوبی کی تشریح ان الفاظ میں کی القصد، القصد تُبلغُوا (٦) میانہ روی، میانہ روی، اختیار کرو، تم منزل پر پہنچ جاؤ گے، خود نبی کریمؐ کے اسوہ حسنہ کے بارے میں ایک صحابیؓ کا بیان ہے۔ کانت صلاتہ قصداً وخطبتہ قصداً (آپؐ کی نماز اور خطبہ میں اعتدال یعنی میانہ روی تھی) ایک اور حدیث میں نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا۔خیر الامور او سطھا(۷)(بہترین عمل میانہ روی ہے) اسی طرح حضرت علیؓ سے منقول ہے، فرمایا علیکم بالنمط الاوسط(۸) تم پر لازم

ہے کہ درمیانہ راستہ اختیار کرو مراد یہ ہے کہ اسلام کے ہر شعبہ میں اعتدال ومیانہ روی کی روح کار فرما ہے مثلاً :

عقائد میں اعتدال:

اسلام کے عقائد میں اعتدال اور میانہ روی یہ ہے کہ دنیا کے بعض مذاہب میں کئی معبودوں کا تصور ہے اور بعض ایسے ہیں جن میں کسی الہٰ کا تصور نہیں جیسے بدھ مت، بعض لوگوں نے اسے مذہب کے بجائے ایک فلسفہ قرار دیا ہے۔ یہ حالت تو غیر الہامی مذاہب کی ہے، جہاں تک اسلام کے علاوہ دوسرے الہامی مذاہب، یہودیت اور عیسایت کا سوال ہے تو ان میں بھی توحید کے عقیدے میں شرک کی آمیزش ہے، اس طرح کہ یہودیت اور عیسایت پر عمل پیرا ہونے والوں نے اعتقادی اور نظری اعتدال اور میانہ روی سے تجاوز کرکے اللہ کے برگزیدہ رسولوں کو اس کے فرزند مان لیے اور ان کی باقاعدہ پرستش کرنے لگے،وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ۨ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ط(۹)اس کے برعکس اسلام نے ہر عقیدے میں اصل حقائق کو مدنظر رکھ کر افراط و تفریط سے بچنے کی تلقین کی ہے اور ایک اللہ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کی تعلیم دی اور شرک کو ظلم عظیم قرار دیا۔اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (۱۰) یعنی رسولوں کو رسول اور خدا کو خدا سمجھنے کا درس دیا۔

عبادات میں اعتدال:

اسلام سے قبل مختلف مذاہب کے پیروکاروں نے عبادات میں افراط و تفریط کا رویہ اختیار کیا تھا مثلاً عیسائت میں رہبانیت کو روحانیت کا اعلیٰ درجہ قرار دیا، اسی طرح ہندومت میں فطری انسانی خواہشات کو کچلنا روحانیت کا اعلیٰ معیار سمجھا جاتا تھا اور یہودیت میں عبادات سے لاپرواہی برتنے اور شرعی احکام کو چند کوڑیوں کے عوض بیچ ڈالنا عام معمول تھا۔

اسلام نے اس افراط و تفریط سے بچتے ہوئے ایک طرف رہبانیت کو خلاف شریعت قرار دیا اور دوسری طرف شریعت مطہرہ کے احکامات پر کما حقہ، عمل کرنے کا جذبہ پیدا کیا۔(۱۱)اسلام کی عبادات میں اعتدال اور میانہ روی کے سلسلے میں ایک روایت میں آتا ہے.

عن انس بن مالک يقولُ جاء ثلاثہ ہط الٰی بیوت ازواج النبی ﷺ یسائلون عن عبادة النبی ﷺ فلما اَخبرواکأنہم تقالوہا، فقالوا: و این نحن من النبی ﷺ قد غفرلہُ ماتقد م من ذنبہ وما تائخر قال احدہم: اما انا فانی اصلی اللیل ابدا و قال اخر: انا اصوم الدہر، ولا افطر و قال اخر: انا اعتزل النساء، فلا اتزوج ابدا، فجاء رسول اللہ ﷺ فقال: انتم الذین قلتم کذاوکذا؟ اماواللہ ! انی لا خشاکم ا للہ و اتقاکم لہُ، لکنی اصوم وافطر واصلی وار قد و اتزوج النساء، فمن رغب عن سنتی فلیس منی،(انس بن مالک سے روایت ہے کہ تین شخص نبی کریمؐ کے گھر آئے امھات المومنین سے حضورؐ کی عبادت کے بارے میں دریافت کیا۔ جب ان کو آپؐ کے معمول کے بارے میں بتایا گیا، تو انہوں نے اس کو کم خیال کیا، انہوں نے کہا ہم کہاں نبی کریمؐ کے برابر ہوسکتے ہیں۔ ان کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے غفرلہٗ ماتقدم من ذنبہ وماتأخر کی خوشخبری سنائی ہے۔ ایک نے کہا میں ساری رات عبادت کیا کروں گا، دوسرے نے کہا میں صوم دہر رکھوں گا، تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کشی

کروں گا اور کبھی بھی شادی نہیں کروں گا، نبی کریمؐ تشریف لائے اور فرمایا کیا تم نے ایسا ہی کہا ہے۔ اللہ کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں، زیادہ متقی ہوں، لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں میں نے شادیاں بھی کی ہیں، جس نے میری سنت سے منہ موڑا وہ مجھ سے نہیں)۔(۱۲)

قانون سازی میں اعتدال:

قانون سازی میں یہ وصف اس طرح ہے کہ اس کے اصول اور بنیادی احکام میں بڑا اعتدال ہے، اس میں نہ صرف اخلاق کا اعلیٰ ترین نصب العین مقرر کر کے انسان کی فطری کمزوریوں اور طبعی حدود کا خیال رکھا گیا ہے، بلکہ اس میں معاشرتی اور اجتماعی فلاح و بہبود کو خاطر خواہ اہمیت بھی دی گئی ہے، نہ اس میں افراط ہے اور نہ تفریط، نہ بے جا سختی اور نہ ایسی نرمی ہے، جو کسی فرد کو ارتکاب جرم کی طرف مائل کرے، بلکہ عدل وانصاف کی حامل قانون سازی ہے، جس میں ان تمام امور کا خیال رکھا گیا ہے، جن کا خیال رکھنا ہر تعمیری اور انصاف پر مبنی قانون سازی کے لیے لازم ہے۔ اس کے برعکس وضعی قانون سازی کی بنیاد عقل پر ہے، جو کسی لحاظ سے بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی، اور یہ حقیقت ہے، کہ آج تک تاریخ کے حوالے سے کوئی ایسا وضعی قانون وجود میں نہیں آیا، جو اپنی جامعیت، کاملیت اور وسعت نظری اور اعتدال و توازن میں اسلامی قانون کی برابری کر سکے، واضح ہوا کہ اسلام کی قانون سازی کی بنیاد وحی الٰہی پر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (۱۳) یعنی آپؐ جو قول، عمل، حکم اور نہی ارشاد فرماتے ہیں، وہ عین منشائے ربانی کے تحت اور مطابق ہوتی ہے۔

معاشرت و تمدن میں اعتدال:

اسلام سے پہلی امتوں میں انسانی حقوق کا یہ حال تھا، کہ اپنی اغراض و مقاصد کے خلاف جس کو دیکھا اس کو روند ڈالا، جان سے مار ڈالنا، بزور مال لے لینا اعلیٰ کمال گردانا جاتا تھا، ایک عرب قبیلہ کے امیر کی چراگاہ میں کسی دوسرے کا اونٹ چلا گیا اور کچھ نقصان کر دیا تو عرب کی مشہور جنگ حرب بسوس متواتر سو سال تک مخالفین کے مابین رواں رہی، جس میں ہزاروں انسان ناحق موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے، عورتوں کو انسانی حقوق دینے کی بجائے بعض علاقوں میں بچپن ہی میں انہیں زندہ در گور کیا جاتا تھا، جبکہ بعض علاقوں میں مردہ شوہروں کے ساتھ ستی کر کے جلا دیا جاتا تھا۔ اس کے مقابل دوسری طرف یہ جہالت تھی کہ کیڑے مکوڑوں کی ہتھیا کو حرام سمجھتے تھے جانوروں کے ذبیحہ کو حرام اور اللہ تعالیٰ کے حلال کئے ہوئے جانوروں کے گوشت پوست سے نفع اٹھانے کو ظلم قرار دیتے تھے۔ اسلام نے ان سب بے اعتدالیوں کا ازالہ کر دیا انسان کو ایک دوسرے کے حقوق بتلائے اور نہ صرف صلح و آشتی کے دوران بلکہ عین میدان کارزار میں بھی مخالفین کے حقوق کی حفاظت سکھلائی(۱۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے أن رسول الله ﷺ قال: انطلقوا باسم الله و بالله و على ملة رسول الله ، ولا " تقتلوا شيخًا فانيًا ولا طفلا ولا صغيرًا ولا امرأة ، ولا تغلوا ، و ضموا

غنائمکم، و أصلحوا و أحسنو ا ان الله یحب المحسنین۔'' (کہ آپؐ نے مجاہدین اسلام کو احکام دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر اللہ پر بھروسہ کرکے اور اس کے رسولؐ کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے جاؤ، بوڑھے ضعیف شخص بچے اور عورت کو قتل مت کرنا، مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا بلکہ مال غنیمت کو اکھٹے رکھنا اصلاح کرنا اور نیک کام کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کو پسند کرتے ہیں) اور عورتوں کو مردوں کی طرح حقوق دیئے اور دوسری طرف ہر چیز کی حد مقرر کرکے اس سے آگے بڑھنے اور پیچھے رہنے کو جرم قرار دیا گیا اور اپنے حقوق کے بارے میں عفو در گزر اور چشم پوشی کا درس دے کر دوسروں کے حقوق ادا کرنے کے آداب سکھائے (۱۵) اسلام نے معاشرت اور تمدن کے حوالے سے آرائش لباس اور خورد و نوش وغیرہ میں بھی اعتدال کی تعلیم دی ہے، اس طرح کہ انسان عام طور پر نمود و نمائش کی ابتداء لباس سے کرتا ہے۔ نبی کریمؐ نے لباس میں اعتدال و میانہ روی اختیار کرنے کی اپنی امت کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ اپنے مبارک عمل سے بھی دکھایا، ابو ھریرہؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے پیوند لگی ہوئی چادر اور ایک یمن کی ساختہ لنگی پیش کی اور اللہ کا قسم کھا کر کہا اللہ کے رسولؐ نے انہی دو کپڑوں میں اپنی جان جان آفریں کے سپرد کی تھی (۱۶) دوسری طرف آپؐ نے دولت مندوں کو اس امر کی وضاحت فرمائی: اگر کوئی شخص خوشحال ہے تو کیا حرج ہے کہ اگر وہ کام کاج کے دو کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے دن کے لیے بھی دو کپڑے رکھے (۱۷) اس طرح ایک شخص کو میلے کچیلے لباس میں دیکھا تو فرمایا کہ اس سے اتنا نہیں ہوتا کہ کپڑے دھو لیا کرے (۱۸) اس طرح ایک موقع پر ایک شخص آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے جسم پر پھٹا اور بوسیدہ لباس تھا، آپؐ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تمھارے پاس مال ہے اس نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا کس قسم کا ہے اس نے جواب دیا، کہ اللہ نے مجھے ہر قسم کا مال عطا کیا ہے، آپؐ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ نے تجھے مال دے رکھا ہے تو اللہ کی نعمت اور سخاوت کا اثر بھی ظاہر کر (۱۹) لیکن اسلام میں خوش پوشاکی کی حد سے تجاوز کرکے اسراف والی آرائش سختی سے منع ہے، جو تن ڈھانپنے کی بجائے دکھلاوے کے لیے کی جاتی ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا، اعتدال اور میانہ روی کے سراسر خلاف ہے، نبی کریمؐ کا ارشاد ہے، کہ جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا اور اس میں آگ بھڑکائے گا (۲۰) زیوارت جو عورتوں کے لیے زیب و زینت کا باعث اور ان کی فطری چاہت کا خاصہ ہے کے بارے میں اگرچہ نبی کریمؐ نے ممانعت نہیں فرمائی، لیکن اس میں افراط کی اجازت بھی نہیں دی، حضرت حذیفہؓ کی بہن سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا، اے عورتو! کیا زیور بنانے کے لیے تمھارے لیے چاندی کافی نہیں ہے؟ خبردار! جو عورت بھی سونے کا زیور بنائے گی اور اس کے ذریعے زینت کا اظہار کرے گی اُسے اسی زیوارت سے عذاب دیا جائے گا۔ (۲۱) محدثین کے نزدیک عذاب کا اطلاق اُس صورت میں ہے کہ زیورات میں زکوٰۃ ادا نہ کی گئی ہو۔

خوردونوش میں اعتدال:

اسی طرح خوردونوش میں بھی اسلام نے اعتدال اور میانہ روی پر زور دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (۲۲) یہ ظاہر ہے کہ انسان فطرتاً خوردونوش کے سلسلے میں زیادہ حریص ہے، یہاں تک کہ اُسے اپنے صحت کا خیال بھی نہیں رہتا، اس لئے نبی کریمؐ نے اس بارے میں بھی تنبیہ فرمائی، فرمایا جو لوگ دنیا میں سب سے زیادہ شکم سیر ہیں قیامت کے دن وہی سب سے زیادہ بھوکے ہونگے (۲۳) کھانے میں اعتدال اور میانہ روی کی راہ چھوڑ کر بسیار خوری سے انسان کی صحت خراب ہو جاتی ہے اور طرح طرح کے امراض لاحق ہو جاتے ہیں۔ اس لیے آپؐ نے نہ صرف شکم سیری سے منع فرمایا بلکہ سونے اور چاندی کے برتنوں میں خوردونوش بھی حرام قرار دیا آپؐ نے ریشم، دیباج (ایک قیمتی کپڑا ہے) سے اور سونے اور چاندی کے برتن میں (پانی) وغیرہ پینے سے منع فرمایا اور آپؐ نے فرمایا کہ یہ چیزیں کفار کے لیے تو دنیا میں ہیں اور تمہارے واسطے آخرت میں ہونگی (۲۴)

اقتصادیات اور مالیات میں وصف اعتدال:

حقیقت ہے کہ دنیا میں بسنے والے تمام انسانوں کا سب سے اہم مسئلہ معاشیات اور اقتصادیات کا ہے، اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب اور نظاموں میں اس بارے میں مختلف قسم کی بے اعتدالیاں پائی جاتی ہیں۔ ایک طرف ظالمانہ سرمایہ داری نظام ہے جس میں حلال و حرام کا فرق نہیں اور دوسرے لوگوں کی خوشحالی اور بدحالی سے صرف نظر کر کے زیادہ سے زیادہ دولت جمع کر لینا سب سے انسانی خوبی تصور کی جاتی ہے اور دوسری طرف وہ غاصبانہ نظام ہے، جس میں شخصی اور انفرادی ملکیت ہی کو جرم قرار دیا جاتا ہے، حالانکہ دونوں اقتصادی نظاموں کا حاصل مال و دولت کی پوجا اور ہر وقت اس کے حصول کے لیے جدوجہد ہے۔ اسلام نے اس بارے میں بھی اعتدال کی راہ اپنائی اس طرح کہ ایک طرف تو دولت کو مقصد زندگی قرار دینے سے منع کر کے انسانی عزت و شرافت کا مدار اس پر نہیں رکھا، اور دوسری طرف تقسیم دولت کے ایسے پاکیزہ اور اعلیٰ اصول متعین کئے جن سے بیک وقت نہ کوئی شخص ضروریات زندگی سے محروم رہے اور نہ کوئی فرد ساری دولت کو سمیٹ لے، ہاں جو چیزیں مشترک رکھنے کے قابل تھیں ان کو مشترک رکھنا نیز حلال مال کے رکھنے، اس کی فضیلت اور صحیح طور پر اس کے استعمال کرنے کے بہتر اور مفید طریقے بھی بتلائے (۲۵)

مال خرچ کرنے میں اعتدال:

اسی طرح مال خرچ کرنے کے بارے میں اسلام نے اعتدال اور میانہ روی کی تعلیم دی ہے مثلاً حسب ضرورت اور استطاعت مکان تعمیر کرنے کی اجازت دی، لیکن اس میں دوسری ضرورتوں کی طرح بے جا سرمایہ خرچ کرنے کی بجائے اعتدال اور میانہ روی سے مال خرچ کرنے کی ہدایت دی، اور یہ قاعدہ اور اصول مکان اور دیگر جملہ ضروریات کو پورا کرنے کے سلسلے میں سامنے رکھا فرمان الٰہی ہے، وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ

يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَـقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (۲۶)اور جو خرچ کرتے وقت بھی نہ تو اسراف کرتے ہیں نہ بخیلی، بلکہ دونوں کے درمیان معتدل طریقے پر خرچ کرتے ہیں)۔

سخاوت میں اعتدال:

سخاوت اور فیاضی جس کی بڑی فضیلت ہے اور تمام مذاہب میں اس کی ترغیب اور تعلیم دی گئی ہے، اسلام نے اس خیر کے عمل میں بھی بے اعتدالی کو جائز نہ رکھا کہ اپنا مال دوسروں کو دے کر تم خود دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاؤ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا (۲۷) اور نہ تو ہاتھ گردن میں باندھ لے اور نہ اس کو بالکل کھول دے پس تو ملامت کا نشانہ بن کر تھکا ہارا بیٹھ جائے۔

دیگر مختلف امور میں اعتدال:

یہاں تک کہ چال یعنی چلنے میں بھی اعتدال کی تعلیم دی فرمان الٰہی ہے واقصد فی مشیک(۲۸) اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر ۔(اسلام نے دین میں غلو یعنی بے اعتدالی کو منع فرمایا ہے اور دین میں بے اعتدالی کرنے والوں کی نہ صرف مذمت کی ہے بلکہ ان کو موردالزام ٹھرایا۔ اہل کتاب یعنی یہود اور نصاریٰ دین میں غلو یعنی بے اعتدالی کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس فعل سے منع فرمایا يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ (۲۹) اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کریں یعنی راہ اعتدال کو مت چھوڑو)، سورۃ بنی اسرائیل میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بھی دین میں غلو یعنی بے اعتدالی کی ممانعت فرمائی ہے اور اعتدال اور میانہ روی اپنانے کی تعلیم دی ہے ارشاد الٰہی ہے وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (۳۰) درمیان کی راہ اختیار کر، ایک اور موقع پر فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (۳۱)(اللہ تعالیٰ حد سے زیادہ بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا)، نماز ادا کرنے میں بھی اعتدال اختیار کرنے کی تاکید ہے وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا (۳۲) اور نماز نہ بلند آواز سے پڑھو اور نہ آہستہ بلکہ اس کے بیچ کا طریقہ اختیار کرو)۔ غرض اسلام دوسرے مذاہب کے مقابلے میں ہر امر میں اعتدال اور میانہ روی کی راہ چلنے کا نہ صرف تعلیم دیتا ہے بلکہ بہر صورت اسے عملاً اپنانے پر زور بھی دیتا ہے۔ اُن امور کا تعلق خواہ اسلام کے جس شعبے سے بھی ہو۔ امت مسلمہ جب تک دین کے ہر امر میں صفت اعتدال پر قائم تھی دنیا کی کوئی طاقت اُس کے عروج و کمال کو چیلنج نہیں کر سکتی تھی، لیکن آج وہی قوم ہے جس کے بارے میں رب کائنات اعلان فرما رہے ہیں کہ آپ ہی غالب رہنگے اگر آپ مومن ہیں۔ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (۳۳)اللہ تعالیٰ کی طرف غالب ہونے کے اعلان کے باوجود عملاً ہم دیکھ رہے ہیں کہ امت مسلمہ انتہائی بے کسی اور کمزوری کا شکار ہے اور کفریہ طاقتیں اسے نیست و نابود کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں اس پر اگر غور کیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس کا واحد سبب امت مسلمہ کا اسلامی اصولوں سے لاپرواہی ہے اور ان زریں اصولوں میں ایک اہم وصف اعتدال بھی ہے جسے امت مسلمہ نے نظر انداز کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ امت مسلمہ جب تک دین کے ہر امر میں اعتدال پر قائم تھی رو بہ کمال تھی۔ آج اس بے بسی کے عالم میں اگر وہ

دوبارہ اپنے عظمت رفتہ کو بحال کرنا چاہتی ہے تو دین کے دیگر امور کے ساتھ راہ اعتدال کو ضرور بضرور اپنائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے ترقی وکمال کے لئے ایک اصول دیا ہے کہ دین میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً (۳۴)لہٰذا دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو اسلام کے ہر شعبے میں اعتدال اور میانہ روی کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ دنیوی اور اخروی فوز و فلاح سے ہم کنار ہو۔

خلاصہ:

اسلام ایک معتدل زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو وسط امت بنایا ہے۔ اس امت کے نظریہ حیات کو اعتدال پر استوار کیا گیا ہے۔ شدت اور انتہا پسندی اس امت کا طرّہ ہر گز نہیں ہے بلکہ میانہ روی کو زندگی کے ہر پہلو میں پسند کیا گیا ہے۔ انسان اگر میانہ روی والی زندگی کو اختیار کرے گا اور زندگی کے ہر شعبہ میں اعتدال کے اصول کو اپنائے گا تو بہتر نتائج کی توقع کی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی بے اعتدالی اور ظلم والی زندگی پر چل نکلے گا تو بُرے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عبادات اور معاملات دونوں میں اعتدال کی صورت اختیار کرنے کی تعلیمات دی ہیں اور اسی میں انسان کی صلاح وفلاح مضمر ہے۔

سفارشات:

1. اعتدال اور میانہ روی کو زندگی کا اصول بنانے سے معاشرے کی بہت سی خرابیوں کا تھوڑی مدت میں قلع قمع ہو سکتا ہے۔
2. مال و دولت کو میانہ روی کے ساتھ خرچ کرنے سے معاشی استحکام کو برقرار رکھا جاسکتا ہے۔
3. میانہ روی اور اعتدال کے اصول کو اپنانے سے بہت سارے جھگڑے اور معاشی ناہمواریوں کو نیست و نابود کیا جاسکتا ہے۔
4. اعتدال اور میانہ روی اخوت اور بھائی چارے کو مستحکم کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔
5. امت مسلمہ کے اتحاد واتفاق اعتدال کے اصول اپنانے میں پنہاں ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1 ۔ قرآن حکیم (العمران:۱۹)

۲۔ عطیہ، ڈاکٹر جمال الدین، شریعت اسلام کا عمومی تصور، ص-۷۰، شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، (۱۹۸۷)

۳۔ قرآن حکیم (الرحمٰن:۷-۹)

۴۔ ایضاً (البقرہ-۱۴۳)

۵۔ شاطبی، الموافقات، ج-۲، ص-۱۶۳-۱۶۸ بحوالہ عطیہ، ڈاکٹر جمال الدین، شریعت اسلام کا عمومی تصور

۶۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، ج-ص-۸۷ دارلشعب، قاہرہ

۷۔ قرطبی، محمد بن احمد بن ابی بکر عبد اللہ، تفسیر قرطبی، ۵، ص۳۴۳ دارالشعب، قاہرہ، (۱۳۷۲)

۸۔ ایضاً، ج-۲، ص-۱۵۴

۹۔ قرآن حکیم (التوبہ:۳۰)

۱۰۔ ایضاً (لقمان:۱۳)

۱۱۔ مفتی، محمد شفیع، معارف القرآن، ج-۶، ص-۷۰-۳۷۱-۱۳ ادارہ المعارف، کراچی (۱۹۸۲ء)

۱۲۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح، ج v -، ص-۲، ط: دارالشعب، نصر

۱۳۔ قرآن حکیم (النجم:۳)

۱۴۔ مفتی، محمد شفیع، ج-۱، ص-۳۷۱-۳۷۲

۱۵۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، ج-۴، ص-۲۱

۱۶۔ ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ج-۴، ص-۴۰۵، رقم-۱۰۷۸

۱۷۔ ایضاً (ج-۴، ص-۱۶، رقم-۴۰۶۲)

۱۸۔ ////ج-۴، ص-۱۶، رقم-۴۰۶۳

۱۹۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، ج-۴-ص-۵۰۳، رقم-۳۶۰۷

۲۰۔ ابی داؤد بن اشعث، سنن ابی داؤد، ج-۴، ص-۷، رقم-۴۲۳۷

۲۱۔ ایضاً (ج-۴، ص-۷، رقم-۴۲۳۷)

۲۲۔ قرآن حکیم (اعراف:۳۱)

۲۳۔ ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ج-۲، ص-۷۰، رقم ۴۲۳۷

۲۴۔ ایضاً (ج-۳، ص-۱۱۳، دارالاشاعت کراچی)

۲۵۔ مفتی، محمد شفیع، معارف القرآن، ج-۱، ص-۳۷۳
۲۶۔ قرآن حکیم (الفرقان:۶۷)
۲۷۔ ایضاً (بنی اسرائیل:۲۹)
۲۸۔ (لقمان:۱۹:۳۱)
۲۹۔ (النساء:۱۷۱)
۳۰۔ (بنی اسرائیل:۱۱۰)
۳۱۔ (البقرہ:۱۹۰)
۳۲۔ (بنی اسرائیل:۱۱۰)
۳۳۔ (العمران:۱۳۹)
۳۴۔ (البقرہ:۲۰۸)

Bibliography

1-Al-Quran Al-Karim

2- Atiyah, Dr. Jamaluddin, General Concept of Sharia Islam, Sharia Academy, International Islamic University, Islam Abad

3- Shatibi, Al-Mawafqat, with reference to Atiya, Dr. Jamaluddin

4- Al-Bukhari, Muhammad Bin Ismail, Al-Sahih Al-Bukhari

5- Qurtubi, Muhammad ibn Ahmad ibn Abi Bakr Abdullah, Tafsir Qurtubi, Dar al-Shaab, Cairo

6- Mufti, Mohammad Shafi, Ma'arif-ul-Quran

7-Abi Dawood, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawood

8- Ibn Majah, Muhammad ibn Yazid, Sunan Ibn Majah